مجید کی تفسیر میں کھلے لفظوں میں پیش کیا جاتا ہے - کہ یہی معنے ہیں مقربین میں ہونے کے - مگر ہم کہتے ہیں کہ یہی معنے ہیں ؎ دروغ گویم برروئے تو - کے +

سماجی متروں سے ایک مؤدّبانہ پرشن (سوال)

(از نامہ نگار)

(ا) مکتی خانہ میں رہنے کا زمانہ ۳۱ نیل ۱۰ کھرب - ۴۰ - ارب برس ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش ص۳۱۸ و ص۳۲)

(ب) پاپ بنا بھوگے چھوٹنے کا نہیں - دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار دوم ص۳۷۸/۳۳۲ و ص۳۸۴/۳۲۶ اور مطبوعہ حال کے ص۳۱ و ص۴۲۵ میں ہے کہ گناہ کا بخشنا بھاری ادھرم ہے -

(ج) سوامی جی ملک نجات سے واپس شدہ شخص تھے دیکھو رسالہ راہ نجات ص۵ مندرجہ کلیات آریہ مسافر ص۶۶۵ کالم ۲ -

(د) چند دنوں تک سنیاسی جی کا یہ اعتقاد تھا کہ ایشور میرے وجود سے علیحدہ کوئی چیز نہیں برہم میں ہی ہوں اور بہت دنوں تک ہردوار بدری نارائن وغیرہ (سناتن دہرمیوں کی) متبرک تیرتھوں کے درشن کرتے رہے - ایک جگہ ایک مردہ لاش کو بھی چیرا - بہت دنوں تک بھنگ پینے کے بھی عادی رہے دیکھو سوانح عمری جسکو خود سنیاسی جی نے ۱۸۷۹ء و ۱۸۸۰ء کی تھیوسفسٹ کے انگریزی اخبار میں چھپوایا تھا جسکا ترجمہ دلپت رائے جگرانوی نے اُردو میں لکھا ہے -

(ہ) آسائش اور تکلیف کے تفرقے معہ جملہ لوازمات کے گذشتہ جون کے کرم ہیں مثلاً رانی یا گھسیارن کے بطن سے پیدا ہونا - حمل کیوقت سے دکھ یا سکھ کا ہوگا - عمدہ پانی سے غسل دیا جانا - یا نہلانے کے لئے پانی تک میسر نہ ہونا - آراستہ محل میں راجہ کے یہاں پیدا ہونا یا جنگل میں پیدا ہونا نال یعنی میدہ سدہ کاٹی جانا کشمیر میں یا افریقہ کے ریگستان میں پیدا ہونا - لاڈ و پیار سے آرام کے ساتھ یا دھوپ و درختوں کے نیچے تکلیف کے ساتھ پرورش

پانا - دیکھو ستیارتھ ص۲۳۲ و ثبوت تناسخ مندرجہ کلیات آریہ مسافر ص۴۹۵ کالم ۲ -

دیانندی دوستو! تمہیدات مندرجہ بالا (از الف تا د) کو پہلے بخوبی ذہن نشین کر لو اسکے بعد اپنے چوتھے نیم کو سامنے رکھکر ہمیں بتاؤ کہ نجات یافتہ روحیں پاپ سے بہمہ وجوہ پاک و صاف ہوکر نجات پاتی ہیں یا ہنوز پاپ کا کچھ شائبہ باقی ہی رہ جاتا ہے کہ وہ نجات پا جاتی ہیں - شق دوم کا تو امکان ہی نہیں ہے (دیکھو ب) اس لئے تم چار و ناچار شق اوّل ہی کے اختیار کرنے پر مجبور ہوگے پس بغور ملاحظہ کرو -

جس حالت میں کہ نجات یافتہ روحیں تمام پاپوں سے اچھی طرح پاک و صاف ہوکر مکتی خانہ میں چلی گئیں اور بجز پن کے کوئی ایسا پاپ بھی انکے ذمہ نہیں رہگیا جسکی وجہ سے وہ مکتی خانہ سے نکلنے کے بعد کسی ادنے سے ادنے تکلیف یا ذرہ برابر صدمہ میں انکو مبتلا ہونے کی نوبت آوے تو اب مکتی خانہ سے واپسی کے بعد انسانی قالب میں آنے کے لئے بجز دو صورتوں کی کوئی تیسری صورت نہیں - یا تو برہمان وید وغیرہ آدی سرشٹی میں پیدا ہونے والوں کے مانند بلا توالد و تناسل انسانی جنم میں وہ آویں یا بذریعہ توالد و تناسل موجودہ انسان کی طرح صلب پدر سے ماں کے رحم میں داخل ہوویں اور نو مہینے تک اس تنگ و تاریک قیدخانے میں ناپاک خون کی غذا کرتے ہوئے نہایت تکلیف کے ساتھ ایام گذاری کریں اور پیدا ہونے کی سخت محنت اور غیر قابل برداشت مصیبت جھیلتے ہوئے روئے زمین پر جلوہ افروز ہوویں -

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر شق ثانی صحیح و درست ہے تو نجات یافتہ روحوں کو مکتی خانہ سے نکالکر تکلیفات مندرجہ بالا میں ویدک پرمیشور انسانی قالب میں لانے کے لئے کیوں مبتلا کرتا ہے اور کس پاپ کے جزا میں مکت شدہ جیون کے بابت ایسی مشقت جھیلنے کی تکلیف صرف روا ہی نہیں بلکہ واجب و ضروری سمجھتا ہے -

سماجی دوستو! اسکا جواب دیتے ہوئے (ہ) کو بالضرور دیکھ لینا تاکہ تم پر بھی ظاہر ہو جاوے کہ آسائش اور تکلیف کے جتنے تفرقے معہ اپنے جملہ لوازمات کے ہیں ان سب کی وجہ صرف گذشتہ جون کے کرم کے سوا کچھ بھی نہیں - ہمنے بپاس تمہارے تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا کہ ماتا کے بطن سے پیدا ہونے اور اس کے پیٹ میں مدت معہودہ تک رہنے میں ایک

گونہ آرام ہوتا ہے اور گھسیارن کے بطن میں رہنے اور اُس کے بطن سے پیدا ہونے میں بظاہر ایک طرح کی تکلیف دکھائی دیتی ہے لیکن دونوں کے بطنوں سے پیدا ہونے کی راحت اور تکلیف ایک امر اضافی ہے یعنی جو تکلیف کہ گھسیارن کے پیٹ میں نو مہینوں تک رہنے اور اُس کے پیٹ میں پیدا ہونے سے ہوتی ہے وہ کسی قدر زیادہ ہے بہ نسبت رانی کے پیٹ میں رہنے اور پیدا ہونے کے نہ یہ کہ رانی کے بطن میں رہنے اور پیدا ہونے کی مطلق تکلیف ہی نہیں ہوتی۔

لیکن تجربہ تو اس امر کا شاہد ہے کہ بحالت حمل اور ولادت خوشحال اور مرفہ الحال مستورات جتنی تکلیفیں جھیلتی ہیں اتنی غربا اور فاقہ کش عورتیں نہیں اور حاملہ کی تکلیفیں و آرام پر جنین کی تکلیف و راحت منحصر ہے۔ بہرحال نجات یافتہ روحیں خواہ مائی ہی کے بطن سے پیدا ہوں لیکن پھر بھی نو مہینوں تک پیٹ کے اندر رہنے اور خون کے غذا کرتے اور پیدا ہوتے وقت کے صدمات میں مبتلا ہونے سے انہیں چارہ نہیں۔ اگرچہ گھسیارن کے بطن سے کچھ کم ہی کیوں نہ ہو۔

دیانندی دوستو! اب یا تو یہ جیکو سے تسلیم کرلو کہ نجات یافتہ رُوحوں کے ذمہ کچھ پاپ بالضرور رہ جاتا ہے جس کے عوض میں وہ اکتیس نیل۔ اکھرب چالیس ارب برسوں کے بعد تکلیفات مندرجہ بالا میں مبتلا کیجاتی ہیں لیکن یہ تسلیم کرلینا دیانندی پنتھ سے یک قلم ہاتھ دہو لینا ہے (دیکھو ب)

یا یہ کہو کہ بلا وجہ اور بغیر کسی سابقہ پاپ کے وہ ان تکلیفات اور صدمات میں مبتلا ہوتی ہیں اس صورت میں تناسخ کا تانا بانا کارگاہ دنیا میں ایسا ٹوٹ جائیگا کوئی بے ای ہماشے باوجود بہت ہی ہاتھ پاؤں مارنے کے خود تو کیا جوڑ سکیگا بلکہ اسکی نو لاکھ آنے والی نسلیں بھی اس کے جوڑنے سے قاصر رہینگی

ممکن ہے کہ سماجی پارٹی کا کوئی اعلیٰ جبریہ ترانہ زبان پر لاوے اور بغیر سوچ سمجھے یہ شوشا لاوے کہ نجات یافتہ رُوحیں صلب پدر اور رحم مادر سے نہیں پیدا ہوتیں کہ اعتراض مذکور ہو سکے بلکہ وہ آدمی سرشٹی میں بلا توالد و تناسل مثل مہاتمان وید وغیرہ کے پیدا

ہوتی ہیں اور انکو مندرجہ بالا تکلیفات میں مبتلا ہونا نہیں پڑتا۔

اس کی بابت صرف اسقدر عرض ہے کہ پہلے اپنے اس دعویٰ کو کسی ویدک منتر یا سماج کے مستند و مسلمہ کتب سے مدلل کرو بعدہ یہ بتاؤ کہ تمہارے سرا پا آنند پنڈت دیانند جی بھی تو آخر ملک نجات سے واپس شدہ شخص تھے یا نہیں۔ اگر تھے (چنانچہ دیکھو ج) تو وہ مہاتمان ویدکی طرح کیوں بلا توالد و تناسل نہ پیدا ہوئے اور تکلیفات مندرجہ بالا جھیلنے کی مشقت میں کیوں مبتلا کئے گئے یعنی ایک سناتن دہرم بت پرست برہمن کے نطفہ کے ذریعہ سے ایک سناتن دہرم یعنی بت پرست برہمنی کے رحم میں نو مہینوں تک نہایت تکلیف کے ساتھ رہے اور بے انتہا مصیبت کے ساتھ پیدا ہوئے۔ حالانکہ سنیاسی جی کے مہاتما روح کو باعتبار اسکی صفائی و پاکیزگی کے ترشپٹ (یعنی تبت) میں مہاتمان وید کیطرح بلا ذریعہ توالد و تناسل جنم لینا تھا نہیں تو کم سے کم بت پرست کے نطفہ و رحم کے ذریعہ سے نہ جنم لیتے بلکہ کسی موحد خاندان میں پیدا ہوتے اور اگر انکی اعمال ایسے ہی تھے کہ خواہ مخواہ بت پرست یعنی شدہی خاندان میں جنم لیویں تو کسی بڑے سے بڑا راجہ اور رانی کے نطفہ سے جنم لینا ضروری تھا تاکہ سنیاسی جی کی روح ان تکلیفوں سے تو ضرور بچ جاتی جو ایک معمولی اور غریب خاندان کے یہاں پیدائش میں ہوتی ہیں لیکن اس کے برعکس ہونے سے اظہر من الشمس ہے کہ وہ ہرگز ملک نجات میں واپس شدہ انسان نہ تھے بلکہ اُن کے اعمال تو ایسے ہی نہ تھے کہ کشمیر یا ہندوستان میں کسی راجہ مہاراجہ کیا بلکہ چھوٹے سے چھوٹے غریب سے غریب موحد باپ ماں سے پیدا ہوتے۔ سنیاسی جی کی پیدائش معہ سلوک عمری سے انکی گذشتہ جون کے اعمال کو ہر ایک شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

پس اگر مندرجہ بالا تحریر کے اعتبار سے وہ ملک نجات سے واپس شدہ نہ تھے اور فی الحقیقت نہ تھے تو دیانندی مت والے دوستو! پھر ان کو آج سے ملک نجات سے واپس شدہ انسان مت کہنا۔ اور نیز بلحاظ مضمون (ب و د) یہ بھی تبلیغ پر مت لانا کہ سنیاسی جی اپنی اس

ل‍ہ دیانندی اصول کے لحاظ سے بت پرست انسان (فسمدور) دہریہ ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع ۱۹ء) اگرچہ وہ کسی اعلیٰ سے اعلیٰ برہمن ذاتی کے خاندان ہی میں کیوں نہ پیدا ہوا ہو کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ورن صفاتی ہے نہ کہ ذاتی۔ منہ

زندگی کے بعد یعنی اسوقت بھوگ جونی تو الگ ہے علاوہ مکتی کے آنند میں ہیں اور جو ایسا ہے اُس کو بہت جلد کسی بھوگ جونی میں ایسے سفید جھوٹ کی سزا بھگتنے کیلئے براہ راست بھیجدو اور جن کتابوں میں اسکا کوئی شمہ بھی مذکور ہو اسکی جھوٹائی کا اشتہار دیکر اسکو ہَوَن کنڈ میں ڈال کر اگنی دیوتا کی بھینٹ چڑھا دو یا دایو رشی کے حوالہ کرکے اُس سے دست بردار ہو جاؤ۔

الغرض مکتی سے واپس آنا محض سنیاسی جی کا ایک من گھڑت مسئلہ ہے کوئی اہل مذہب بھی اس بارہ میں انکا ہمداستان نہیں ہے۔ اور وہ مکتی سے واپس آنے کی بابت جملہ مذاہب موجودہ کے خلاف اپنی ڈھائی چاولوں کی کھچڑی پکاتے ہوئے کچّی ہی چھوڑ کر کسی بھوگ جونی میں ایسے الوپ ہوئے کہ ہمارے تک انکا پتہ ملنا مشکل ہے اور انکے جوشیلے مت والے چیلے صدہا چال بازیوں اور بڑی بڑی چرب زبانیوں اور قلعی دار الفاظ اور ملمع دار جملوں کے تر لکڑیوں کا اس میں ایندھن لگا کر شب و روز اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح وہ پک جاویں لیکن وہ ایسے ٹھیرائے ہوئے ہیں کہ انمیں اس آنچ کا مطلق اثر ہی نہیں ہوتا اور انکی تمام کوششیں اس بارہ میں بے سعود اور رائگان ثابت ہو رہی ہیں۔

محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) بُدھ اور مسیح (علیہ السلام)

محمدّی دین۔ اُسکا عقیدہ اور عملی تعلیم

اس عنوان سے ایک مضمون عیسائیوں کے رسالہ تجلّی میں نکلا ہے۔ چونکہ وہ مضمون خود اپنا جواب ہے۔ نیز عیسائیوں کی انتہائی کوشش اور اسلامی واقفیت کا ثبوت ہے اس لئے ہم اُس کو ساری کا سارا نقل کرتے ہیں۔ راقم مضمون درقس وڈ صاحب ڈی۔ ڈی لکھتے ہیں کہ:۔

"دیباچہ۔ کہتے ہیں کہ دنیا کی کل آبادی میں ۱۵ فیصدی محمدّی ہیں۔ ان میں سے پانچ کروڑ[1] سے زیادہ تو انگریزوں کی رعیت ہیں اور کون جانتا ہے کہ ایکدن یہ عقیدہ ہماری اغراض

[1] قریب سات کروڑ کے کیوں نہیں کہتے ہو جبکہ ہندوستان جیسے روشن ملک کی اسلامی آبادی کی نسبت آپکی رائے کا یہ حال ہو تو دیگر ممالک کی بابت کیا ہوگا (مسلمان)

میں کیا انقلاب ڈالدے[1]۔ توبھی میں سمجھتا ہوں کہ بہت لوگوں کو یہ عقیدہ ٹھیک طور سے معلوم نہیں۔ زمان حال کے عالموں میں سے ایک مشہور عالم (Sprenger) فرماتے ہیں کہ اگرچہ محمدی دین کا بہت کتابوں میں ذکر ہوا ہے توبھی بہت تعلیمیافتہ یورپین اس سے شائد اتناہی واقف ہونگے کہ ترکوں میں کثرت ازدواج کا رواج ہے۔ اگر یہ مبالغہ ہو تو اتنا تو ماننا پڑیگا کہ اس بڑے مذہب کے بارے میں اگر لوگ کچھ زیادہ جانتے ہیں تو اسی قدر جانتے ہیں کہ اسکا آغاز محمدؐ صاحب سے ہوا اور جو لوگ اُسپر ایمان لاتے ہیں وہ بہت بیویاں کرنے لگجاتے ہیں[2]۔ اور تقدیر کو مانتے اور سبھوں کو ایذا پہنچاتے ہیں[3] اور شراب سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ اسلام کا عقیدہ مختصر ہے اور اُسے آدمی آسانی سے سیکھ سکتا ہے اور نماز کا طریقہ اگرچہ کسی قدر رسمی اور ظاہری ہے توبھی ایسا سادہ ہے جیسا کالون (Calvin) اور ناکس (Knox) چاہتے تھے۔ اور جس عمل کی یہ تاکید کرتا ہے وہ اگرچہ اکثر بہت پاکیزہ اور اعلیٰ نہیں توبھی صاف اور عمل کے قابل ہے" (تجلّی بابت مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲)

جواب ۔ قرآن اور اسلام جو تعلیم کرتا ہے اُسکا مفصّل ذکر تو قرآن مجید میں ملتا ہے مگر میں بطریق اختصار ایک مقام سے بتلاتا ہوں ناظرین ذرہ غور سے سنیں۔ اور پادری صاحب کو اس قول کی داد دیں کہ "اسلام جس عمل کی تاکید کرتا ہے وہ اگرچہ اکثر بہت پاکیزہ اور اعلیٰ نہیں"

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

قرآن مجید میں حکم ہے کہ اللہ کی خالص عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور قرابت والوں۔ یتیموں۔ مسکینوں۔ قریبی ہمسائیوں دور کے پڑوسیوں۔ ساتھ بیٹھنے والوں مسافروں

[1] انشاء اللہ تثلیث کو دل و دماغ سے باہر نکال ماریگا۔ (مسلمان)

[2] مگر حضرت داؤد اور سلیمان وغیرہ سے کم (مسلمان)

[3] مگر عیسائیوں سے کم بلکہ بہت کم۔ (مسلمان)

مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (پ۵ ع۳)

اور اپنے ماتحتوں سے سلوک اور احسان کیا کرو۔ یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ متکبروں اور فخر و بڑائی کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اس آیت کی لطافت بتلانے کے لئے ایک تمہید کی ضرورت ہے اسلئے پہلے ہم وہ تمہید بتلاتے ہیں۔

تمہید۔ کچھ شک نہیں کہ دنیا میں حضرت انسان کا آنا اگرچہ بہت سے اسباب سے وابستہ اور مبنی ہے لیکن بغور دیکھا جائے تو سب سے اول سبب اُسکے وجود کا خدائی تعالیٰ ہے جسکے حکم سے یہہ وجود پذیر ہوا۔ ظاہری اسباب میں سے ماں باپ اس کے وجود میں بہت بڑے سبب ہیں جنکے نطفے سے یہ پیدا ہوا۔ اس سے بعد جس قدر تعلقات نسبی وغیرہ اسکو حاصل ہوتے ہیں۔ وہ سب اسی تعلق والدین کے سبب سے ہوتے ہیں۔ آیت قرآنی میں ان مراتب کو کیسا ملحوظ رکھا گیا ہے کہ سب سے اوّل خدائے ذوالجلال والاکرام خالق کائنات کے حقوق کو مقدم رکھکر ارشاد ہوا کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اُسکا شریک نہ بنائیو۔ گویا حقوق خالقیت کے ادا کرنے کا ذریعہ بتلایا اس سے بعد اصول مذکورہ تمہید کے مطابق ماں باپ کے حقوق ملحوظ رکھنے کو ارشاد فرمایا اُس سے بعد دیگر مراتب کی بابت حکم دیا جو نہایت ہی حکیمانہ اصول پر مبنی ہے۔ یہ قرآن مجید ہی کی خوبی ہے کہ جو تعلیم دیتا ہے وہ فطرت اور اصول فطرت کے مطابق دیتا ہے مگر ہماری مخاطب اور منکرین پھر بھی کہے جاتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم کوئی ایسی پاکیزہ اور اعلیٰ نہیں کاش کہ یہ لوگ پاکیزہ اور اعلیٰ کی کوئی جامع مانع تعریف بھی بیان کر دیا کریں جس سے معلوم ہو سکے کہ انکی اصطلاح میں اعلیٰ کیا ہے ؎

بس تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا + یا چلکے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

نامہ نگار مذکور نے یورپی لوگوں کی تو گویا [illegible] ثابت کی ہے کہ وہ اسلام کی حقیقت سے بہت کم واقف ہیں مگر افسوس کہ آپ سب سے زیادہ ناواقف ثابت ہوئے ہیں جو اسلام کی تعلیم اعلیٰ درجہ پر نہیں جانتے۔ آگے چلکر آپ فرماتے ہیں:۔

"عقیدہ۔ محمدی عقیدہ کے چھ مسئلے ہیں ہر مسلمان کو خدا کی وحدت پر۔ فرشتوں۔ قرآن۔ انبیاء۔ روز عدالت اور خدا کے احکام پر ایمان لانا چاہئے۔ یا جیسا قرآن میں لکھا ہے کہ جو شخص اللہ کا منکر ہوا اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کی کتابوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا تو وہ (راہ راست سے) بڑی دور بھٹک گیا۔ (سورہ ۴: ۱۳۵) لیکن جو

مختصر اقرار انگشت شہادت کو کھڑا کر کے خدا کی وحدت ظاہر کرنے کو کیا جاتا ہے وہ یہ مشہور کلمہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس مذہب میں جو کچھ ضروری خصوصیت اور اس مذہب میں جو قوت اور کمزوری ہے وہ اسی کلمہ میں مندرج ہے"

جواب۔ کیا شک ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی وہ کلمہ ہے جسکی تفسیر حسب تشریح قرآن مجید منکر مخالف سے مخالف بھی مان جاتا ہے کہ ہاں واقعی یہ کلمہ کلید جنت اور مفتاح نجات ہے۔ آگے چلکر آپ لکھتے ہیں:۔

"محمد صاحب صاحب فکر تو تھا لیکن زیادہ تر شاعرانہ طبیعت رکھتا تھا[1]۔ علم الٰہی کی گہری تحقیقات کی قابلیت اُس میں معلوم نہیں ہوتی[2]۔ لیکن اُس کی طبیعت عقل و فکر بُت پرستی کے سخت خلاف تھی اور دینی مزاج اسی درجہ کا پایا جاتا ہے کہ اکل و شرب کی نسبت وہ خدا کو زیادہ ضروری سمجھتا تھا[3]۔ خدا کے بارے میں جو تصوّر اسے حاصل ہوا وہ چاروں طرف کی بُت پرستی کو دیکھکر اس کی مخالفت میں پیدا ہوا نہ مسیحی دین کی خاص واقفیت کے باعث۔ مسیحیوں کے جو دو فرقوں میں خدا کی بارہ میں مباحثے ہوئی (یعنی ثالوث ماننے والوں اور آری ان لوگوں کے درمیان) اُن سے نفرت کھا کر اس نے ایک خدا کی وجود اور اس کی فضیلت پر ایسے طور سے زور دیا جسے اس کے ہمعصر سمجھ سکتے تھے اور وہ بھی صاف اور سادہ طور سے نہ تعلیم یافتہ علم الٰہیات کے جاننے والوں کی طرح "وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو یہی تین میں کا (ایک) تیسرا ہے (یہ لوگ بھی) اس کہنے سے بے شک کافر ہو گئے حالانکہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی معبود نہیں مسیح ابن مریم تو صرف ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے رسول ہو گذرے ہیں اور انکی والدہ بھی خدا کی ایک سچی بندی تھیں دونوں کھانا کھاتے تھے" (سورہ ۵- ۷۷) مسئلہ ثالوث کے بارہ میں اس کی تحقیقات کی وسعت اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ وہ کنواری مریم کو (جسے اس نے

[1] بالکل سفید جھوٹ ہے کبھی آپنے شعر نہیں کہا قرآن شریف بھی آپکی اس تقریر کی تردید کرتا ہے (مسلمان)

[2] سچ ہے اسی لئے تو تثلیث جیسی پاکیزہ تعلیم سے منکر ہوئے (مسلمان)

[3] یہ فقرہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ (مسلمان)

موسیٰ کی بہن مریم سمجھا[1]) ثالوث کا ایک اقنوم خیال کیا جس کی پرستش اس کے زعم میں مسئلہ ثالوث کے ماننے والے کرتے تھے یعنی اسکی تثلیث یہ ہے والدہ - خدا باپ - اور بیٹا (سورہ ۵ - ۱۱۶ + خاص کر ۶ - ۱۰۱) "

جواب - اس پیراگراف میں بھی نامہ نگار نے وہی غلطی کھائی ہے کہ علم الٰہیات کی تعریف نہیں بتلائی اور معیار قائم نہیں کیا - اس لئے جو کچھ کہا ہے ہم اسکو ایک سرسری آواز سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتے - قرآن مجید نے خدا کی معرفت کے متعلق جو کچھ کہا ہے غنیمت ہے کہ نامہ نگار کو اسکا اعتراف ہے کہ مسیحی دین کی خاص واقفیت کے باعث سے نہیں - ہم اس اعتراف کو غنیمت سمجھتے ہیں اور اسلام کے لئے باعث فخر جانتے ہیں کہ عیسائی خود معترف ہیں کہ اسلام اعتقادی امور میں انکا شاگرد نہیں -

قرآن مجید نے الٰہیات کی بابت جو تعلیم دی ہے وہ اُس کے ایک ایک، پارہ اور رکوع بلکہ ہر ایک ورق اور صفحہ سے معلوم ہو سکتی ہے - ہم اُس میں سے بطور نمونہ چند ایک آیات بتلاتے ہیں بغور سنئے! اور اگر ممکن ہو تو اُن کے مقابلہ کی لائیے - توجہ سے سُنئے! ارشاد ہے کہ :-

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(سورۃ الحشر - ع ۳)

خدا وہ ذات پاک ہے کہ اُس کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ تمام چھپی اور ظاہر کی باتوں کو جاننے والا ہے وہی بڑا بخشنے والا مہربان ہے وہی اللہ پاک ہے جسکے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ تمام دنیا کا حقیقی بادشاہ ہے سب عیوب سے پاک - سلامتی کا مالک (یعنی تغیرات زمانہ سے پاک) تمام دنیا کو امن امان دینے والا - سب کی نگہبانی کرنے والا - سب پر غالب - بگڑی کو بنانے والا

[1] ہارون کی بہن جو کہا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت ہارون کی بہن کا نام بھی مریم تھا (دیکھو خروج ۱۵ باب کی ۲۰) اور یہ کہنا بطور استعارہ کے جائز ہے (مسلمان)

سب سے بزرگتر - اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات مشرکوں کے شرک سے پاک ہے - اللہ تعالیٰ ہی سب چیز کو اندازہ کر کے پیدا کرنیوالا - سب کی شکلیں بنانے والا - غرض دنیا کے تمام اسماءِ حسنیٰ یعنی مظہر کمالات اُسکی ذات پر صادق ہیں آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں اُسی کی پاکی بیان کر رہی ہیں اور وہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے -

انجیل میں ایک آیت محبت الٰہی کے متعلق ہے جسکو عیسائی بہت کچھ سونے کا ملمع کر کے دکھایا کرتے ہیں اور الٰہیات کے لئے اُس انجیلی آیت کو بطور فخر کے پیش کیا کرتے ہیں جو یہ ہے کہ :-

"جب فریسیوں نے سنا کہ اُس نے صدوقیوں کا منہ بند کیا ہے وے جمع ہوئے اور اُن میں سے شریعت کے ایک سکھلانیوالے نے اُس سے آزمانے کے لئے یہ پوچھا کہ اے اُستاد شریعت کا بڑا حکم کون سا ہے یسوع نے اُس سے کہا خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر پہلا اور بہت حکم یہی ہے " (انجیل متی - ۲۲ باب کی ۳۴ سے ۳۸ تک) +

انجیل کے ان دو حکموں کی تعریف جتنی کی جائے بجا ہے مگر یہ نہیں کہ الٰہیات میں سب سے اول درجہ پر ہوں - ہم انکے مقابلہ پر قرآن شریف کے احکام بتلاتے ہیں ناظرین غور سے سنیں :-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (پ ۲ ع)

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے مشرکوں کی مذمت کی ہے کہ اللہ کے ساجھی بناتے ہیں ان کو ساتھ اللہ جیسی محبت کرتے ہیں - خدا کے برابر کسی دوسرے سے محبت کرنے کو شرک قرار دیکر اصل توحید کے مضمون کا ان لفظوں میں اظہار کیا کہ جو لوگ ایماندار ہیں وہ اللہ کی محبت میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں یعنی اُن کے دلوں میں سب چیزوں کی محبت سے اللہ کی محبت زیادہ ہوتی ہے - اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ کی محبت سب سے زیادہ رکھا کریں نہ یہ فرمایا کہ اللہ کی محبت رکھنا سب سے بڑا حکم ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جو کوئی ایمان کا مدعی ہو اُس میں یہ علامت ضرور ہونی چاہئے کہ اُس کے دل میں سب چیزوں کی محبت سے خدا کی محبت زیادہ ہو - جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس کے دل میں خدا کی محبت